وبائی امراض کا شرعی حکم
مفتی نقاش چمن قادری
ناشر:۔ ارفع اسلامک اکیڈمی انٹر نیشنل

وبائی امراض کا شرعی حکم

مفتی نقاش چمن قادری رضوی

ناشر۔
ارفعِ اسلامک اکیڈمی انٹر نیشنل

ہمارے معاشرے کی بنیاد جن اصول و ضوابط پر رکھی گئ تھی اس میں فقط ایک اللہ تعالی کی ذات پر توکل تھا ہر چیز کا موثر حقیقی صرف اس واحد لا شریک کو ماننا تھا لیکن آج ہمارا معاشرہ ان تعلمات کر یکسر بھلا کر ایک سوچ کو فروغ دے رہا ہے جو سوچ ایک ہندو کی سوچ ہو سکتی ہے جو سوچ ایک سکھ کی تو ہو سکتی ہے جو سوچ ایک بدھ مت ایک جین مت والے کی تو ہو سکتی ہے لیکن ایک مسلمان کی نہیں ہو سکتی۔ لیکن سب سے بڑا المیہ ہے کہ ہم پر دوسری اقوام کا ایسا رنگ چڑھ چکا ہے کہ ہم اپنی شناخت اپنی پہچان اپنی اہمیت بھول گئے ہیں۔ دوسری اقوام میں کچھ امور نحوست کی علامت سمجھے جاتے تھے لیکن آج وہ کام ہم مسلمانوں میں بھی کچھ ویلے ہی سمجھے جاتے ہیں۔ کالی بلی راستہ کاٹے تو برا شادی والے گھر دودھ گر جائے یا شیشہ گر کر ٹوٹ جائے تو برا یا کسی بیمار آدمی کے پاس مت بیٹھنا ورنہ بیمار ہو جاو گے وغیرہ وغیرہ۔ اگر اس موضوع کے ہر حصے پر کلام کیا جائے تو شاید یہ رسالہ ناکافی ہو لہذا اسی موضوع کا ایک خاص حصہ ہماری گفتگو کا محور اور مرکز ہے یعنی وبائی امراض کی حقیقت اور اس کے بارے میں شرعی حکم۔ کیونکہ یہ وہم ہم لوگوں میں راسخ ہو چکا ہے کہ بیماری اڑ کر لگتی ہے یا یہ بیماری کسی جادو کی وجہ سے آئی ہے یا اس کو کسی اور نے بیھجا ہے۔ طاعون، جذام، کھجلی، چیچک اسی بہت سی بیماریوں کے بارے میں بھی عجیب و غریب نظریات پائے جاتے ہیں۔

1. اللہ تعالی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم و ھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم ان اللہ لذو فضل علی الناس و لکن اکثر الناس لا یشکرون۔

ترجمہ:۔اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے۔تو اللہ نے ان سے فرمایا! مر جاو پھر انہیں زندہ فرمادیا۔بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر لوگ ناشکرے ہیں۔

شان نزول:۔

سیدنا حضرت عمر(رضی اللہ عنہ) ایک مرتبہ نماز ادا فرما رہے تھے۔آپ کے پیچھے بیٹھے دو یہودی آپس میں باتیں کر رہے تھے۔نماز سے فارغ ہو کر آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تم کیا باتیں کر رہے تھے۔انھوں نے عرض کی ہم حضرت حزقیل(علیہ السلام) کے مردے زندہ کرنے کا معجزہ ذکر کر رہے تھے کہ ان کی دعا سے رب نے ہزاروں مردے زندہ کر دیئے۔آپ نے فرمایا!ہم قرآن مجید میں ان کا ذکر نہیں پاتے ہم صرف حضرت عیسی(علیہ السلام) کے مردے زندہ کرنے کا معجزہ پاتے ہیں۔وہ کہنے لگے کیا قرآن میں یہ آیت نہیں۔

ورسلا قد قصصنھم علیک من قبل و رسلا لم نقصصھم علیک●●●●●●آلایہ(سورہ النساء آیت 164)

ترجمہ:۔اور رسولوں کو جن کا ذکر آگے ھم تم سے فرمس چکے اور ان رسولوں کو جن کا ذکر تم سے نہ فرمایا۔

حضرت عمر(رضی اللہ عنہ) نے فرمایا! ہاں،انھوں نے عرض کی یہ بھی انہیں رسولوں میں سے ہیں۔اس پر حضرت عمر(رضی اللہ عنہ) بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور اپنا قصہ ذکر کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئے اس میں واقعہ کا اجمالی ذکر ہے۔

(الدر المنثور از امام جلال الدین سیوطی مطبوعہ مکتبہ آیتہ اللہ العظمی قم ج 1 ص 310)

(تفسیر مظہری از علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ج1ص 555

حضرت حزقیل (علیہ السلام) کا معجزہ:۔

ملک عراق کے علاقہ واسطہ میں ایک بستی تھی داوردان (بعض روایت کے مطابق ذاوردان) وہاں ایک مرتبہ طاعون پڑا۔مالدار اور صاحب ثروت لوگ جو نقل مکانی کر سکتے تھے بستی چھوڑ کر جنگل میں بھاگ گئے۔کمزور اور غریب بستی میں رہ گئے۔رب کی شان !بھاگنے والے بچ گئے اور بستی میں رہنے والوں میں سے اکثر

ہلاک ہو گئے۔طاعون کے ختم ہونے پر مالدار صحیح و سلامت واپس اپنے گھروں کو لوٹے۔غریب لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ لوگ کتنے عقل مند تھے۔جنہوں نے بھاگ کر طاعون سے جان بچالی۔آئندہ اگر ایسی مصبیت پڑی تو ھم بھی بستی کو چھوڑ جائیں گے۔سوء اتفاق لگلے سال پھر طاعون ںے حملہ کیا۔تمام شہر والے بھاگ کر پہاڑی وادی میں چلے گئے۔حکم الٰہی سے فرشتہ کی چیخ سے آنا فانا سب ہلاک ہو گئے۔آٹھ روز تک ان کی لاشیں بے گوروکفن پڑی رہیں یہاں تک کہ پھول پھٹ کر ان کی بدبو ہر سمت پھیل گئی۔قرب و جوار کے لوگ پریشان ہو کر ادھر آئے اور چاہا کہ ان کو دفن کر دیں۔مگر ہزاروں لوگوں کا دفن کرنا ممکن نہ تھا۔انھوں نے مردوں کے اردگرد ایک دیوار بنا دی تاکہ کوئی درندہ وہاں نہ پہنچے اور یہ لوگ خود بدبو سے بچے رہیں۔یہاں تک کہ لاشیں بالکل گل سڑ گئیں۔ان کی ہڈیاں بکھر گئیں۔اتفاق سے وہاں حضرت حزقیل (علیہ السلام) گزرے۔حضرت حزقیل (علیہ السلام) نے ان بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھ کر تعجب کیا اور بارگاہ رب العزت میں دعا کی کہ انہیں زندہ فرما دے۔وحی ہوئی کہ آپ انہیں پکاریئے۔چنانچہ آپ نے آواز دی کہ اے ہڈیو! حکم الٰہی سے جمع ہو جاو۔وہ تمام جمع ہو گیئں اور قرینہ سے جسم میں لگ گیئں۔پھر آواز دی"اے گلے ہوئے جسمو! اللہ تعالیٰ کے حکم

سے گوشت اور کھال پہن لو" آواز دیتے ہی جسموں پر گوشت آ گیا اور کھال آ گئی۔آپ نے پھر آواز دی۔اے مردو! میرے رب کے حکم سے اٹھ کھڑے ہو جاو۔وہ سب یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔**سبحانک اللھم ربنا و بحمدک لا الہ الا انت** یہ لوگ کئی سال زندہ رہے۔مگر ان کے چہرے مردوں جیسے رہے۔جو کپڑا پہنتے وہ کفن کی مانند بوسیدہ ہو جاتا ان کی اولاد بھی ہوئی مگر اولاد میں کچھ خفیف سی بو باقی رہی اور آج تک اسکا بقیہ انکی نسل میں باقی ہے۔

(احکام القران از علامہ ابو بکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن العربی ج 1 ص 228، مطبوعہ بیروت لبنان۔احکام القرآن از امام ابوبکر احمد بن علی رازی ج 1 ص 451 مطبوعہ بیروت۔انوار التنزیل ص 159 ۔تفسیر صاوی ج 1 ص 114 مطبوعہ فیصل آباد)

یہاں پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ کچھ احادیث میں حضور(علیہ السلام) نے مختلف بیماریوں سے بچنے کا حکم دیا ہے بلکہ یہاں تک فرمایا کہ جس کو یہ بیماری ہو اس کے پاس بھی مت بیٹھو تو یہاں سے معلوم ہوا کہ بیماری کے اڑ کر لگنے کا تصور خود آقا(علیہ السلام) نے دیا ہے۔

اس کے اکابرین نے بہت سارے جوابات عطا فرمائے ہیں۔ایک جواب تو یہ ہیں کہ اس وقت کچھ صحابہ نئے نئے ایمان لائے تھے اگر حضور فورا ارشاد فرما دیتے کہ ایسا کچھ نہیں کوئی بیماری اڑ کر نہیں لگتی تو شاید وہ صحابہ بد ظن ہو جاتے اور زمانہ جاہلیت کے اس وسوسہ میں مبتلا رہتے ہوئے اپنے سابقہ مذہب کی طرف لوٹ جاتے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضور نے منع فرمایا اور پھر ان عمل کے خلاف کر کے یہ ثابت کر دیا کہ عددی یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا محض باطل ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ مرض چمٹنے والی حدیثیں اس درجہ عالیہ صحت پر نہیں جس پر احادیث نفی ہیں۔ان میں میں اکثر ضعیف ہیں۔اور بعض غایت درجہ کی حسن ہیں ۔

مسائل شرعیہ:۔

1. طاعون سے فرار حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔طاعون سے فرار آنے والی موت کو ٹال نہیں سکتا۔موت کے مقررہ وقت کو کوئی شے نہ موخر

کر سکتی اور نہ مقدم۔آنے والی اپنے مقررہ وقت پر آ کر رہتی ہے اس

لیے اس پر فرار بے سود ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

این ما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدہ۔ (سورہ البقرہ آیت 78)

ترجمہ:۔ تم جہاں کہیں ہو تمہیں موت آئے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔

اللہ عزوجل سورہ الجمعہ آیت 8 میں فرماتا ہے۔

قل ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملقیکم۔

ترجمہ:۔ تم فرماو! وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تمہیں ملتی ہے۔

حدیث صحیح میں طاعون سے بھاگنے کی شدید وعید و مذمت آئی ہے۔اسے میدان جنگ میں دشمن سے بھاگنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔سیدالمرسلین حضور رحمتہ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔

الفار من الطاعون کالفار من الزحف و الصابر فیہ کالصابر فی الزحف۔

ترجمہ:۔طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا میدان جنگ سے بھاگنے والا اور طاعون میں صبر کرنے والا ایسا ہے جیسا میدان جنگ میں دشمن کے سامنے ٹھہرنے والا۔

(الجامع لاحکام القران ج 1 ص 228)(احکام القران از جصاص ج 1 ص 450)(التفسیرات الاحمدیہ ص 162)(تفسیر کبیر ج 6 ص 173)

2.اگر کسی علاقہ یا شہر میں طاعون پھوٹ پڑے تو وہاں سے بھاگ کر نکا جانا حرام ہے۔اسی طرح طاعون زدہ علاقہ میں جانا حرام ہے۔دافع البلاء و الوباء شفیع یوم الجزاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کا واضح اور کثیر ارشادات موجود ہیں اس مسئلہ کے بارے میں۔

اذاسمعتم بالطاعون بارض فلا تدخلو علیہ واذا وقع و انتم بارض فلا تخرجو منھا۔

ترجمہ:۔ جب تم سنو کہ کسی علاقہ میں طاعون ہے تو وہاں نہ جاو اور اگر طاعون تمہاری بستی میں آجائے تو وہاں سے نہ نکلو۔

(البخاری و مسلم و النسائی عن اسامہ بن زید)(کنزالعمال ج 10 ح 28427)(صحیح البخاری ج 2 ص 853)

واقعہ:۔

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ربیع الآخر 18 ھ میں مدینہ طیبہ سے ملک شام کے سفر کو نکلے۔ حجاز مقدس اور شام کی سرحد کے قریب واقع مقام سرع میں پہنچے تو خبر ملی کہ شام میں طاعون ہے۔ صحاب کرام میں پہلے مہاجرین پھر انصار پھر مشائخ قریش مہاجرین فتح مکہ کو بلا کر مشورہ فرمایا۔ سب نے اپنی اپنی رائے ظاہر فرمائی ۔حضرت فاروق اعظم نے سفر ملتوی فرما دیا اور شام کے سفر سے رجوع فرما لیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہ) نے حضور کا ارشاد بیان فرمایا کہ جب تم سنو کہ کسی علاقہ میں طاعون ہے تو وہاں نہ جاو اور جب طاعون تمہاری بستی میں پھوٹ پڑے تو وہاں سے نہ بھاگو۔ حضرت عمر نے سن کر اطمینان کا اظہار فرمایا اور حضور کے ارشاد کے مطابق عمل کرنے پر اللہ تعالی کی حمد فرمائی حضرت ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی کہ یہ اللہ کی تقدیر سے بھاگنا نہیں؟ فرمایا

نفر من قدر الله الی قدر الله۔

ترجمہ:۔ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر اللہ کی تقدیر میں پناہ لیتے ہیں۔

(بخاری ج 2 ص 853)

3.تپ دق، جذام، کجھلی، چیچک، طاعون وغیرہ کوئی بیماری متعدی نہیں، ایک کی بیماری اڑ کر دوسرے کو نہیں لگتی، بیماری کے جراثیم دوسرے پر اثر انداز نہیں ہوتے، امراض کے متعدی ہونے کا وہم بے اصل ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

انا عند ظن عبدی بی ان ظن خیرا فلہ وان ظن شرا فلہ۔

(کنزالعمال ج 3 ح 5845،585،5858)

ترجمہ:۔ میں اپنے بارے میں بندے کے گمان کے مطابق اس سے پیش آتا ہوں۔ اگر اچھا گمان کرے تو اس کے ساتھ اچھا سلوک ہوگا۔ اگر برا گمان کرے تو برائی اسے پیش آئے گی۔

لہذا ہمیں اپنے اللہ سے اچھا گمان کرنا چاہیئے اس طرح کے توہمات سے کنارہ کشی اختیار کیے رکھنا چاہیئے۔

متواتر احادیث میں یہ بات موجود ہیں کہ ایک بیماری اڑ کر نہیں لگتی۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

لا عدوی ولا طیرہ ولا ھامہ۔

(کنزالعمال ج 1 کتاب الطب) (الحق المجتلی ص 253) (احکام القران ج 1 ص 450) (تفسیر ابن کثیر ج 1 ص 299)

ترجمہ:۔ کوئی بیماری متعدی نہیں۔کوئی بیماری اڑ کر دوسرے کو نہیں لگتی اور نہ اونٹ کی خارش دوسرے اونٹ کو لگتی ہے۔

حدیث مبارک میں آتا ہے کہ جب نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! کوئی بیماری اڑ کر نہیں لگتی تو ایک بادیہ نشین نے عرض کی۔یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! پھر اونٹوں کا کیا حال ہے کہ وہ صحرا میں ہوتے ہیں۔ایک خارش والا اونٹ آ کر ان میں داخل ہوتا ہے اور باقیوں کو بھی خارش ہو جاتی ہے۔ حضور (علیہ الصلوتہ والسلام) نے فرمایا۔

فمن اعدی الاول۔

ترجمہ:۔اس پہلے کو کس کی اڑ کر لگی۔

(کنزالعمال رواہ الشیخان و ابوداود الطحاوی)

اگر بیماری متعدی مانی جائے تو دو کام لازم آئیں گے۔

اول:۔ بیمار کے آس پاس تمام افراد بیمار ہوجائیں۔حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔

دوم:۔ جس سے بیماری پھیلی اس کو کس نے بیمار کیا۔

جب ایک فرد میں بیماری لگ سکتی ہے تو باقیوں میں از خود بھی لگ سکتی ہے۔

(احکام القران ج 1 ص 450)

4.فال نکالنا ستاروں کی تاثیر ماننا بھی تقدیر سے فرار ہے۔اور تقدیر الٰہی سے فرار حرام ہے۔

(احکام القران ج 1 ص 450)

5.رزق اور عمر مقرر ہیں۔کسی تدبیر سے ان میں از خود پیشی ممکن نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ج 1 ص 299)

6.نقصان دہ امور اور مضر اشیاء سے ان کے وقوع سے پہلے بچنا لازم ہے خوف دلانے والی اشیاء سے ہجوم سے پہلے اجتناب لازم ہے یہ توکل کے خلاف نہیں اسی طرح اگر مصیبت نازل ہو جائے تو اس پر صبر کرنا لازم ہے۔

(الجامع لاحکام القران ج 3 ص 332)

7.طاعون والی بستی سے بغیر نیت فرار کسی غرض صحیح کے نکلنا جائز ہے اسی طرح طاعون والی بستی میں اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنے کی نیت کے بغیر داخل ہونا جائز ہے۔

(الجامع لاحکام القران ج 3 ص334)

8.تدبیر سے تقدیر نہیں بدل سکتی۔تاہم کفار اور ڈاکو شہر پر حملہ کر دیں تو کمزروں پر اپنا بچاو کرنا اور حفظ ماتقدم کی تدابیر اختیار کرنا جائز ہے اسی طرح بیماریوں کی تدابیر کرنا جائز ہے۔

(الجامع لاحکام القران ج 3 ص 333)

9.انبیاء سابقین کی شریعتوں کا حکم اگر بغیر تردید کے بیان ہو تو وہ ہماری شریعت میں بھی واجب العمل ہے۔طاعون اور جہاد سے فرار بنی اسرائیل پر حرام تھا۔ہماری شریعت نے اسکی تردید نہیں کی۔بلکہ اسے باقی رکھا۔اب یہ ہماری شریعت کا بھی حکم ہے۔

(احکام القران ج 1 ص 228)

10. جہاد فرض ہے۔امن کی حالت میں جہاد کی تیاری اور جنگ کی حالت میں دشمن سے مقابلہ بقدر امکان فرض ہے۔دشمن سے مقابلہ کے وقت بھاگ جانا حرام ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج 1 ص 299)(التفسیر الاحمدیہ ص 163)

از قلم
الفقیرالقادری نقاش چمن رضوی غفرلہ
واہ کنیٹ پاکستان

13 جمادی الاخر 1439ھ